درس حدیث

استاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت مولانا سید حامد میاں رحمہ اللہ کے زیرِ اہتمام ہر اتوار کو نمازِ مغرب کے بعد جامعہ مدنیہ میں "مجلسِ ذکر" منعقد ہوتی تھی۔ ذکر سے فارغ ہو کر حضرت رحمہ اللہ حدیث شریف کا درس بھی دیا کرتے تھے۔ ذکر و بیان کی یہ مبارک اور رُوح پرور محفل کس قدر جاذب و پُرکشش ہوتی تھی الفاظ اس کی تعبیر سے قاصر ہیں۔

محترم الحاج محمود احمد عارف رحمہ اللہ کی خواہش و فرمائش پر عزیز بھائی شاہد صاحب سلمہٗ نے حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ کے بہت سے دروس ٹیپ ریکارڈر کے ذریعہ محفوظ کر لیے تھے اور پھر دروس والی تمام کیسٹیں اُنھوں نے مولانا سید محمود میاں صاحب کو عطا کر دیں۔

ہماری دُعا ہے کہ جن کی مہربانی، توجّہ اور سعی سے یہ انمول علمی جواہر ریزے ہمارے ہاتھ لگے، حق تعالیٰ اُن سب کو بیش از بیش اجر سے نوازے۔ ہم انشاء اللہ تعالیٰ یہ قیمتی لؤلؤ لالا "انوارِ مدینہ" کے ذریعہ حضرت رحمہ اللہ کے مریدین ولجاب تک قسط وار پہنچاتے رہیں گے۔

واضح رہے کہ حضرت کے خلفِ اکبر اور جانشین حضرت مولانا سید رشید میاں صاحب کے زیرِ اہتمام ذکر و درس کا یہ سلسلہ بفضلہٖ تعالیٰ اَب بھی جاری ہے۔

ہنوز آں ابرِ رحمت درفشاں است خم و خمخانہ با مہر و نشان است

کیسٹ نمبر ۶، ۱۹۸۲-۱-۸

الحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ خیر خلقہ سیدنا و مولانا محمد وّآلہٖ واصحابہٖ اجمعین

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَتْبَعُ الْمَیِّتَ ثَلٰثَۃٌ فَیَرْجِعُ اثْنَانِ وَیَبْقٰی مَعَہٗ وَاحِدٌ یَتْبَعُہٗ اَھْلُہٗ وَمَالُہٗ وَعَمَلُہٗ فَیَرْجِعُ اَھْلُہٗ وَمَالُہٗ وَیَبْقٰی عَمَلُہٗ۔ (متفق علیہ)

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّکُمْ مَّالُ وَارِثِہٖ اَحَبُّ اِلَیْہِ مِنْ مَّالِہٖ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا مِنَّا اَحَدٌ اِلَّا مَالُہٗ اَحَبُّ اِلَیْہِ مِنْ مَّالِ وَارِثِہٖ قَالَ فَاِنَّ مَالَہٗ مَا قَدَّمَ وَمَالَ وَارِثِہٖ مَا اَخَّرَ [1]

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا میّت کے ساتھ تین چیزیں جاتی ہیں جن میں سے دو واپس لوٹ آتی ہیں اور ایک ساتھ رہ جاتی ہے۔ میّت کے

---

[1] مشکوٰۃ، ص: ۴۴۰ ـ

ساتھ اس کے گھر والے، اس کا مال اور اس کا عمل جاتا ہے۔ گھر والے اور مال تو واپس لوٹ آتے ہیں عمل ساتھ رہ جاتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کون ہے جسے اپنے وارث کا مال اپنے مال سے زیادہ محبوب ہو؟ صحابۂ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں سے ہر ایک کو اپنا مال زیادہ محبوب ہے اپنے وارث کے مال سے آپ نے فرمایا سمجھ لو کہ آدمی کا مال وہی ہے جو اُس نے آگے بھیج دیا اور جو مال وہ پیچھے چھوڑ گیا وہ اس کے وارثوں کا ہے۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یَتْبَعُ الْمَیِّتَ ثَلٰثَۃٌ میت کے ساتھ تین چیزیں جاتی ہیں۔ فَیَرْجِعُ اثْنَانِ وَیَبْقٰی مَعَہٗ وَاحِدٌ۔ دو لوٹ آتی ہیں ایک چیز ساتھ رہ جاتی ہے۔ ارشاد فرمایا یَتْبَعُہٗ اَھْلُہٗ وَمَالُہٗ وَعَمَلُہٗ گھر والے، مال اور عمل۔ یہ چیزیں ساتھ ہوتی ہیں۔ فَیَرْجِعُ اَھْلُہٗ وَمَالُہٗ وَیَبْقٰی عَمَلُہٗ اس کے گھر والے اور اس کا مال یہ تو لوٹ آتے ہیں عمل رہ جاتا ہے۔

پہلے زمانے میں یعنی زمانۂ جاہلیت میں اس طرح کا دستور تھا کہ اس کے مال کو بھی ساتھ لے جاتے تھے پھر لوٹا لاتے تھے، رشتے دار بھی ساتھ ہوا کرتے تھے، اگر دیکھا جائے تو یہ سمجھانا مقصود ہے (کہ یہ دستور چلا آرہا تھا کافروں کا) ان کو توجہ بھی دلانی ہو گئی آخرت کی طرف، تبلیغ کرنی بھی گئی اور سمجھانا بھی ہو گیا، سمجھا کر تبلیغ کرنی ہو گئی کہ انسان کے ساتھ یہ چیزیں روانہ ہوتی ہیں، ان میں کونسی کام کی ہیں اور کونسی اس کے مطلب کی نہیں ہیں وہ یہ ہے کہ انسان کے کام کی چیز اس کے نیک کام ہیں، کام کی چیز اس کے اعمال ہیں وہ وہاں رہتے ہیں اور یہ دونوں کے دونوں یہ تو قبر تک ہیں اندر نہیں ہیں قبر کے، یعنی آخرت تک ہیں آخرت میں نہیں ہیں۔ یہ جو عالَمِ برزخ شروع ہوتا ہے اس میں یہ چیزیں ساتھ نہیں جا سکتیں، انسان جو مال اپنے آپ خرچ کر جاتا ہے وہ سب سے بڑی چیز ہے وہ سب سے زیادہ کام کی چیز ہو گئی اس کی، جو اپنے آپ خرچ کر دیا اس نے، اُس کے بارے میں تو یہ آتا ہے کہ گویا وہ باقی ہے اور گویا وہ محفوظ ہو گیا باقی جو بعد کے لیے چھوڑ گیا ہے وہ تو بعد والوں کی مرضی ہوتی ہے وہ اُن کا مال ہو جاتا ہے۔ اگر وصیّت کر جاتے تو ایک تہائی مال میں وصیّت جاری ہو گی باقی دو تہائی

مال جو ہوگا اس کے بارے میں وصیت کریگا تو وہ بھی باطل ہوگی۔ مال اگر خرچ کر دیا ہے تو وہ بھی عمل میں داخل ہوگیا وہ عمل رہے گا ساتھ اس کے، اس کو فائدہ پہنچائے گا جہاں اُسے ضرورت ہے کام کی، جہاں اُسے ضرورت ہے ساتھی کی، وہاں بہترین ساتھی عمل ہے وہ چاہے جان سے کیا گیا ہو اور چاہے مال سے کیا گیا ہو۔ جو نیکی بھی کی گئی ہو، وہ کام آنے والی چیز ہے اس میں انسان کو توجّہ دلائی گئی ہے کہ ہر چیز میں یہ دیکھ لیں کہ مجھے جو چیز آخرت میں مفید ہے وہی میں اختیار کروں اور باقی چیزوں کے ساتھ اُتنا ہی دل لگاؤں جتنا وقت گزاری کے لیے ضروری ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ دنیوی زندگی گزارنی ہے۔ اور اس کے لیے جو طریقہ بتلایا شریعت مطہرہ نے اس طریقہ پر گزارنی ہے۔ وہ بھی عمل میں داخل ہو جائے گی اگر کسی رشتے دار سے ملتے ہیں اور اس نیت سے ملتے ہیں جو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بتلائی ہے تو وہ بھی نیکی میں داخل ہے۔ وہ بھی عمل میں چلا گیا۔ انسان کو محبّت جو ہوتی ہے وہ انہی چیزوں (یعنی) مال سے اور اس کے رشتے دار ہیں ان سے ہوتی ہے رشتے داروں میں درجہ بدرجہ کسی سے کتنی کسی سے کتنی یا مناسبت پر جس سے مزاج کی مناسبت ہوئی اُس سے بہت زیادہ تعلّق بڑھ جاتا ہے انسان کے دل کی کی چیزیں یہی ہیں کہ حصولِ مال ہو اور رشتے دار ہوں، رشتے داروں کا خیال رکھتا ہے ان کی رعایت میں مال صرف کرتا ہے وہ بُرا نہ مانے فلاں رسم کرلی جائے تاکہ وہ بھی خوش ہو جائیں اور فلاں رسم نہ رہ جائے تاکہ وہ ناراض نہ ہوں۔ یہی خیال آتا ہے ذہن میں عمل کو پیچھے پھینک دیتا ہے آدمی جنابِ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا یہ بات الگ ہے، اصل چیز جو ہے وہ عمل ہے اصل چیزیں یہ نہیں ہیں جنہیں اصل سمجھ رکھا ہے۔ اِن کے ساتھ اِن چیزوں کو اُس طرح کام میں لاؤ کہ وہ بھی عمل میں داخل ہوتی چلی جائیں، مال ہے اس طرح کام میں لاؤ کہ وہ بھی آخرت کا سرمایہ بن جائے اور ہر چیز اسی طرح لاسکتے ہیں۔

جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے نقل کیا کہ آپ نے ارشاد فرمایا ہے اَیُّکُمْ مَالُ وَارِثِہٖ اَحَبُّ اِلَیْہِ مِنْ مَّالِہٖ یہ سوال کیا کہ کون ایسا ہے تم میں جو یہ چاہے کہ میرا وارث جو ہے اس کے پاس کوئی مال ہو جائے اور میرے پاس نہ ہو وہ مال، یہ تو کوئی بھی نہیں چاہتا وارث کے پاس چلا جائے اور اس کے پاس نہ رہے اپنے پاس نہ رہے تو یہی جواب دیا مَا مِنَّا اَحَدٌ اِلَّا مَالُہٗ اَحَبُّ اِلَیْہِ مِنْ مَّالِ وَارِثِہٖ زندگی میں تصوّر کرلیں اس بات کا کہ جو مورث

(باقی صفحہ ۵۰ پر)

اور اپنے اجتہاد کے ذریعہ اس میں اضافہ کرتے رہے، پھر اس سرمایہ کو امام ابوحنیفہؒ نے پورے تفحص و تنقیح کے بعد مرتب کرایا، امام ابو یوسفؒ نے پورے علاقہ، مشرق میں اس کو رواج دیا اور امام محمدؒ نے ان دفینوں کو سینوں میں محفوظ فرمایا، اگر یہ کہا جائے کہ یہ فقہ حنفی کا سلسلہ نسب ہے تو غلط نہ ہو اسی کو لوگوں نے استعارہ کی زبان میں اس طرح کہا ہے اور خوب کہا ہے۔

”زرعه ابن مسعود وسقاه علقمة وحصده ابراهيم وداسه حماد وطحنه ابو حنيفة وعجنه ابو يوسف وخبزه محمد ويأكل منها جميع الناس“۔

ابن مسعودؓ نے فقہ کی کاشت کی، علقمہ نے سیراب کیا، ابراہیم نے کاٹا، حماد نے دانے الگ کیے، ابو حنیفہ نے پیسا، ابو یوسف نے گوندھا، محمدؒ نے روٹی پکائی اور تمام لوگ اس روٹی میں سے کھا رہے ہیں۔

○

بقیہ: درسِ حدیث

کا مال ہے وہ وارث کے پاس اگر چلا جائے اور مورث ویسے ہی رہ جاتے خالی، تو پھر کیسی تکلیف کی بات ہوگی اس کے لیے؟ باپ ہے کاروبار کیا کارخانے لگائے ہیں سب کچھ کیا ہے کروڑوں پتی بن گیا اور اب وہ یہ چاہ سکتا ہے کہ میرے پاس نہ رہے اور میرے بیٹوں کے پاس رہے اور میں اسی طرح فقیر کا فقیر رہوں یہ تو کوئی بھی نہیں چاہ سکتا کون ایسا ہے تم میں کہ جو یہ چاہے کہ اسکا مال اس کے وارث کے پاس ہو اور اس کے پاس نہ ہو، تو صحابہ کرام نے عرض کیا کوئی بھی ایسا نہیں جو یہ چاہتا ہو، تو آپ نے ارشاد فرمایا فَاِنَّ مَالَهٗ مَا قَدَّمَ وَمَالَ وَارِثِهٖ مَا اَخَّرَ اس کا مال تو وہ ہے جو اس نے خرچ کر دیا (اللہ کے لیے) اور آگے بھیج دیا اور جو چھوڑ گیا وہ اس کے وارثوں کا مال ہے وہ اسکا اپنا نہیں ہے، اُن کی مرضی ہے جیسے چاہیں خرچ کریں، نیکی میں خرچ کریں تو ممکن ہے کہ ثواب کا باعث ہو جائے، لیکن اگر بُرائی میں خرچ کیا، کیونکہ اختیار تو اُن کو ہے نیکی میں خرچ کریں یا بُرائی میں وہ تو اُن کا ہو چکا ہے تمہیں اپنے لیے اپنے آپ کر لینا چاہیے خود جتنا بھی کیا جا سکتا ہے، اللہ ہم سب کو اپنی ذات پاک سے تعلق نصیب فرمائے۔